مسائلِ عیدالاضحیٰ

(اس کتاب میں انہی مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے جو قربانی کے وقت اکثر وبیشتر پیش آتے ہیں)

مقدمہ:

میرے مرشد ومربی، نمونہ اسلاف، استاذ حدیث،
مفسرِ قرآن، داعیِ احسان، حفیدۂ مفکر اسلام ابی الحسن علی ندویؒ
استاذ محترم حضرت مولانا سید بلال عبدالحی حسنی ندوی مدظلہ العالی

مؤلف

مولانا مفتی سید اکرم ندوی

استاذ حدیث وفقہ مدرسہ فاطمہ نسواں
امام وخطیب مسجدِ انوار محمد ﷺ، بازار گلی، منا کھیلی

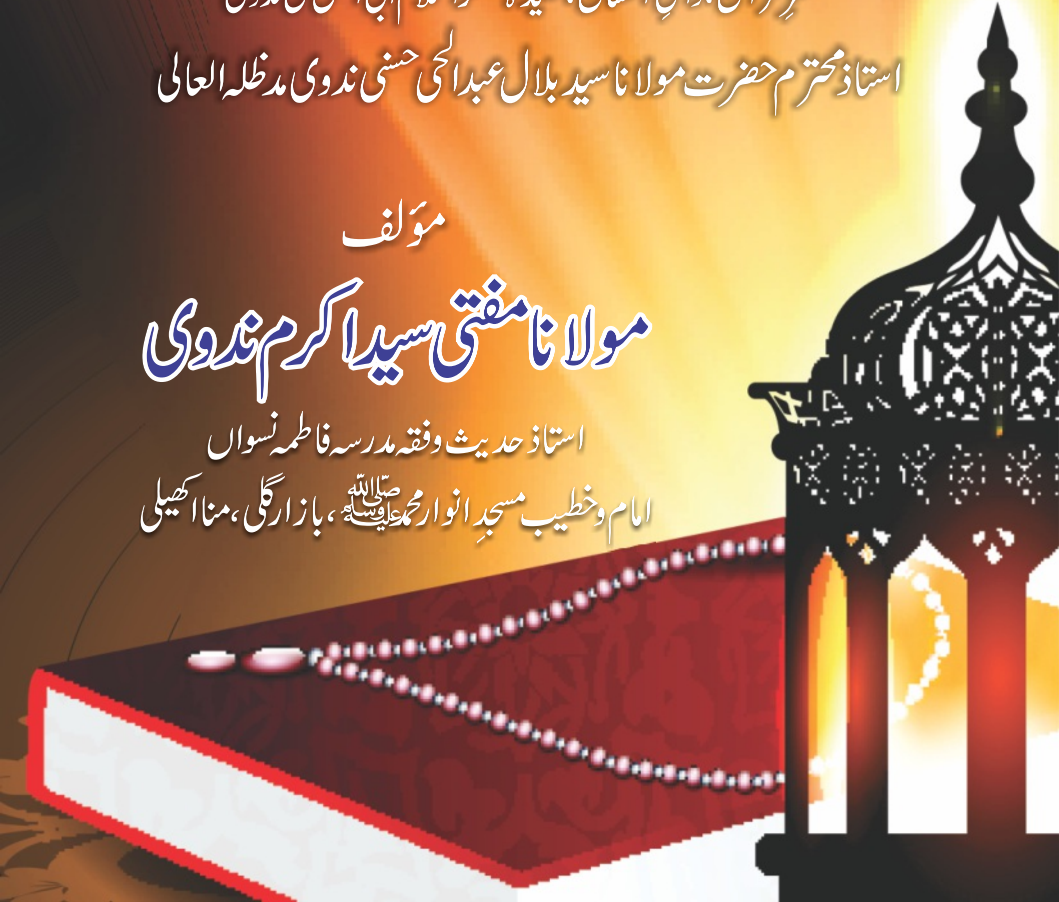

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسائلِ عید الاضحیٰ

(اس کتاب میں انہی مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے
جو قربانی کے وقت اکثر و بیشتر پیش آتے ہیں)

مقدمہ:

میرے مرشد و مربی، نمونہ اسلاف، استاذ حدیث،
مفسرِ قرآن، داعیِ احسان، حفیدۂ مفکر اسلام ابی الحسن علی ندویؒ
استاذ محترم حضرت مولانا سید بلال عبد الحی حسنی ندوی مدظلہ العالی

مؤلف

مولانا مفتی سید اکرم ندوی

استاذ حدیث وفقہ مدرسہ فاطمہ نسواں
امام وخطیب مسجدِ انوار محمد ﷺ، بازار گلی، منا اکھیلی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : مسائلِ عید الاضحیٰ
مؤلف : سید اکرم ندوی
صفحات : ۵۶
تعداد : ۲۰۰۰
قیمت : ۳۵ روپیہ
اشاعت : ۲۰۱۷ء
طباعت : آئڈیاز پرنٹنگ پریس، ریڈ ہلز، حیدر آباد۔
کمپوزنگ : آئڈیاز پرنٹنگ پریس، ریڈ ہلز، حیدر آباد۔
فون: 9032856632

ملنے کا پتہ: دکن ٹریڈرس بک سیلر اینڈ پبلیشرز
نزد ایم بی. ایچ. آفس، چارمنار، حیدر آباد۔

مسجد انوارِ محمد، بازار گلی، منا اکھیلی، تعلقہ ہمنا آباد، ضلع بیدر، کرناٹک
فون: 7353498548

آئینہِ مضامین

مقدمہ ۶

کلماتِ تبرک ۷

اظہار و تشکر ۸

انتساب ۱۱

عرضِ مؤلف ۱۲

عیدالاضحیٰ کا پسِ منظر ۱۳

قربانی کی اہمیت ۱۴

قربانی کہ متعلق چند شبہات اور ان کے شافی جوابات: از شفیع عثمانیؒ ۱۷

قربانی کس پر واجب ہے ۲۱

کیا قربانی کے مال پر سال گذرنا ضروری ہے؟ ۲۲

کتنی مسافت طے کرنے پر مسافر ہوتے ہیں ۲۲

اور اس کا حکم کیا ہے ۲۲

چند غلطیوں کی اصلاح ۲۳

واجب اور نفل قربانی کی شرکت ۲۴

بوقتِ قربانی تمام شرکاء کا نام لینا ۲۴

قربانی کے جانور ۲۵

جرسی گائے کی قربانی ۲۵

جانور کی عمر اور دانت ۲۵
شرکاء اور ان کی تعداد ۲۶
دوسرے کی طرف سے قربانی کرنا ۲۶
فتنے کے ڈر سے گائے کی قربانی ترک کرنا ۲۷
قانونا ممنوع ہونے کے باوجود گائے کی قربانی ۲۷
قربانی کے ایام ۲۸
قربانی کا وقت ۲۸
افضل جانور ۲۹
قربانی کے جانور پر شفقت کرنا ۲۹
مرحومین کے نام سے قربانی ۳۰
مزار یا بت کے نام پر چھوڑا ہوا جانور ۳۰
جانور گم ہوگیا ۳۱
حاملہ جانور ۳۱
قربانی کے جانور سے فائدہ حاصل کرنا ۳۲
قربانی کے جانور میں شریک ہونا ۳۳
عیب دار جانور کی قربانی۔ عیب کیا ہے ۳۳
سینگ ٹوٹے جانور کی قربانی ۳۳
جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں ۳۴

کان کٹے جانور کی قربانی ۳۴
بغیر کان والے جانور کی قربانی ۳۴
چھوٹے اور لمبے کان والا جانور ۳۵
زبان کٹا ہوا جانور ۳۵
لنگڑا جانور ۳۵
اندھے جانور کی قربانی ۳۶
پوپلے جانور کی قربانی ۳۶
دم کٹا ہوا جانور کی قربانی ۳۶
عیب دار تھن والا جانور ۳۷
خصی شدہ جانور کی قربانی ۳۷
قربانی کا جانور خریدنے کے بعد عیب دار ہوگہا ۳۸
قربانی کے وقت جانور عیب دار ہوگیا ۳۸
غلاظت کھانے والا جانور ۳۸
داغے ہوئے جانور کی قربانی ۳۹
کھجلی والا جانور ۳۹
پاگل جانور کی قربانی ۳۹
بغیر ناک والے جانور کی قربانی ۳۹
کھانسنے اور دست کرنے والے جانور کی قربانی ۴۰

جس بیل کی ناک چھیدی ہوئی ہو اس کی قربانی ۴۰
خنثی جانور کی قربانی ۴۰
قربانی کے جانور کو ذبح کرتے وقت مندرجہ ذیل چیزوں کی رعایت کرنا مسنون ہے ۴۰
گونگے مسلمان کا ذبیحہ ۴۲
ذبح کرنے میں مدد کرنا ۴۲
قربانی کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے ۴۲
اونٹ کو ذبح کرنے کا طریقہ ۴۲
ذبح کرتے ہوئے یہ آیتیں پڑھنا بھی ثابت ہیں ۴۳
گوشت کی تقسیم ۴۳
قربانی کے جانور میں ولیمہ اور عقیقہ ۴۳
شادی کی دعوت کرنے کی نیت سے قربانی کرنا ۴۴
قربانی کا گوشت فروخت کرنے کی نیت سے شریک ہونا ۴۴
گوشت کھانے کی نیت سے قربانی کرنا ۴۴
کن صورتوں میں قربانی کا گوشت صدقہ کرنا واجب ہے ۴۵
غیر مسلموں کو قربانی کا گوشت دینا ۴۵
جانور کی رسی ۴۶
قربانی کی کھال کا استعمال ۴۶
کھال کو عوض میں دینا ۴۷

کھال کی قیمت کا مصرف ۴۷
قربانی کا چمڑا مسجد میں دینا ۴۸
کھال اور گوشت کی قیمت صدقہ کرنا ۴۸
قربانی کا گوشت پکا کر کھلانا ۴۸
قربانی کا گوشت سُکھانا ۴۸
گوشت کھانے کے مسائل ۴۹
قربانی کرنے والا ۵۰
بال اور ناخن نہ کاٹنے کی حکمت ۵۰
تکبیرِ تشریق کا وجوب ۵۱
تکبیرِ تشریق کے الفاظ ۵۱
تکبیر تشریق کیسے پڑھی جائے ۵۲
تکبیر تشریق پڑھے بغیر مسجد سے باہر آ گیا ۵۲
عقیقہ سے متعلق ضروری احکام ۵۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

عید قربانی حقیقت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے، اللہ کے حکم سے انہوں نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل کے گلے پر چھری چلائی، مگر مقصود محبت کا امتحان تھا، فرشتوں نے بحکم الٰہی حضرت اسماعیل کو ہٹا کر ایک دنبہ ان کی جگہ لٹا دیا، حضرت ابراہیم نے اپنی دانست میں چھری چلائی حضرت اسماعیل کے گلے پر مگر جب آنکھ کھولی تو دیکھا دنبہ ذبح ہو چکا ہے اور بیٹا پاس کھڑا مسکرا رہا ہے، باپ بیٹے کی یہ قربانی ایسی قبول ہوئی کہ اس کی یاد میں تمام صاحب نصاب مسلمانوں پر جانور کی قربانی لازم قرار دی گئی۔

یہ قربانی مسلمانوں پر اسی جذبہ کے ساتھ لازم ہے، اللہ کے حکم کے آگے پھر چوں چرا کی گنجائش نہیں، اسلام جب ہی مکمل ہوگا کہ جب فرمان نبوی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جائے۔

ہر سال عید الاضحیٰ میں یہ قربانیاں ہر مسلمان کو یہ پیغام دیتی ہیں کہ ہر اس خواہش اور رسم کے گلے پر چھری چلائیں جو حکم الٰہی اور فرمان نبوی سے ٹکرا رہی ہو۔

پھر یہ قربانی احکام شریعت کے مطابق ہو، اور جس طرح اللہ کے نبی ﷺ نے اس کے احکامات ارشاد فرمائے ہیں ان کو معلوم کیا جائے اور ان کی پیروی کی جائے۔

فقہ کی بڑی بڑی کتابوں میں قربانی کے احکامات و مسائل ملتے ہیں اور زمانہ حاضر کی ضرورتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے متعدد علماء و فقہاء نے مختصر کتابیں اور رسائل بھی اس موضوع پر تیار کر دیئے ہیں جو عام لوگوں کے لیے بہت مفید ہیں۔

مسرت کی بات ہے کہ محبّ عزیز مولوی اکرم ندوی سلمہ بھی اس سعادت میں شامل ہو رہے ہیں اور عید الاضحیٰ کے مسائل پر انہوں نے یہ مختصر رسالہ تیار کیا ہے، راقم ان کے لیے اور ان کے اس کام کے لیے دعا گو ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور مفید بنائے۔ آمین

بلال عبدالحی حسنی ندوی

۲۱/ ذی قعدہ ۱۴۳۸ھ

کلماتِ تبرک

مفتی سید اکرم ندوی صاحب ایک جواں سال عالم دین ہیں۔ مختلف دعوتی وتدریسی خدمات سے وابستہ ہیں۔ اصلاحِ معاشرہ کا بے پناہ جذبہ رکھتے ہیں۔ تدریسی خدمات کے ساتھ تحریر وتالیف کا بھی ذوق رکھتے ہیں۔ عیدالاضحیٰ کی آمد کی مناسبت سے انہوں نے قربانی کے فضائل ومسائل پر مختصر مگر جامع رسالہ تحریر فرمایا ہے۔ عاجز راقم الحروف نے جستہ جستہ ملاحظہ کیا اور مفید پایا۔ ہر مسئلہ فقہی کتابوں اور فتویٰ کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔ یہ کتابچہ مختصر اور مدلل ہونے کے سبب ”بقامتِ کہتر بقیمتِ بہتر“ کا مصداق ہے۔ عام مسلمانو کے لئے قربانی سے متعلق ضروری مسائل کا احاطہ کرلیا گیا ہے۔ احقر دُعا گو ہے کہ مفتی صاحب کا یہ سلسلہ جاری وساری رہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کتابچہ کو قبولیت نصیب فرمائے۔ یہ چند سطریں محض حصولِ سعادت کے لئے سپردِ قرطاس کردی گئی ہیں۔

استاذ حدیث وادب نمونہ اسلاف

حضرت مولانا احمد ومیض ندوی نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ

اِظہارِ تشکر

ہزار بار دل کی گہرائیوں سے خدا تعالیٰ کے حضور شکر کے الفاظ نذر ہوں، جس نے اس کتاب کی تکمیل کے وقت ایک قیمتی موقعہ عطاء فرمایا کہ شہرِ حیدرآباد میں میرے شیخ ومربی، نمونۂ اسلاف داعی احسان حضرت مولانا سید بلال عبد الحی حسنی ندوی مدظلہ العالی کا دعوتی واصلاحی دورہ ہوا، راقم نے مناسب سمجھا کہ اپنی اس حقیر سی کاوش کو حضرتِ والا کے سامنے پیش کرے اور دعائیں لے، اور اگر حضرت کے پاس وقت ہو تو چند کلمات لکھنے کی بھی درخوست کرے، چنانچہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ استاذِ محترم نے مسودہ دیکھنے کے بعد بڑی ہمت افزائی فرمائی اور ایک بیش قیمت مقدمہ تحریر فرمایا، جو اس کتاب کے لئے سند کا درجہ رکھتا ہے۔

میں استاذِ محترم کا تہہ دل سے شکر ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی آپ کی عمر میں برکت عطاء فرمائے اور امت مسلمہ کے لئے آپ کی ذات سے خوب فائدہ عام کرے، حضرت کی ذات موجودہ حالات میں مسلمانوں کے لئے مغتنمات میں سے ہے، آپ کا نسبی سلسلہ امیر المجاہدین، تاج العارفین، حضرت سید احمد شہیدؒ سے ہوتا ہوا نواسۂ رسول ﷺ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، آپ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ کے حفید اصغر (چھوٹے پوتے) ہوتے ہیں۔ اس طرح آپ کی شخصیت میں وہ تمام علمی وفکری پہلو واضح طور پر نمایاں نظر آتے ہیں جو بہت سے لوگوں کو طویل مجاہدوں کے بعد حاصل ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس وقت آپ کی زیر قیادت ملک کے طول عرض میں بلا تفریقِ مذہب وملت پیامِ انسانیت کا کام بہت مفید تجربوں کے ساتھ ہو رہا ہے، ملک سالمیت کی طرف تیزی سے بڑھتا نظر آ رہا ہے۔ جو غلط فہمیاں ہندو مسلمان کے بیچ برسوں سے دور ہونا مشکل تھیں۔ اللہ تعالی نے دعوت کی راہ میں آپ کو ایسے طریقے القاء کئے جن سے یہ کام آسان اور نہایت مفید ثابت ہوا

ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کی خدمات کو دوام بخشے اور آپ کے سایہ کو امت مسلمہ پر تا دیر سلامت رکھے۔

اور استاذ حدیث وادب حضرت مولانا احمد ومیض صاحب ندوی نقشبندی خلیفۂ مجاز محبوب العلماء حضر مولانا پیر ذولفقار نقشبندی مدظلہ العالی کا بھی دل کی گہرائیوں سے ممنون ومشکور ہوں کہ حضرت والا نے اپنی گوناگوں مصروفیتوں کے باوجود حقیر کی اس کاوش پر کلمات تبرک لکھا، اور بے شمار دعاؤں سے نوازا اور بڑی ہمت افزائی فرمائی، اللہ حضرت والا کی کوششوں اور محنتوں کو قبول فرمائے اور اپنی شایانِ شان اجر عظیم عطاء فرمائے۔ آمین

ایں دعا از من وجملہ جہاں آمین آباد

مولانا اسلم صاحب قاسمی، مولانا خلیل رشیدی، سابق چیرمین پنچایت محمد یوسف علی جمعدار، صدر مسجد انوارِ محمد: محمد مکرم علی جمعدار، موجودہ چیرمین محمد معراج الدین، سید قدیر فرشی دکان، سید جعفر بھائی، عبد الرحمان سوداگر، محمد وحید جمعدار، محمد ابراہیم بن مستان صاحب

میں اپنے ناقص الفاظ کے ساتھ اس دین کو محبت کی نگاہ سے دیکھنے والوں کا اور ہر دینی کام میں اقدام کرنے والوں کا بہت ممنون ومشکور ہوں، جنھوں نے اس کتاب کی اشاعت میں مالی وقولی اور فعلی تعاون کیا، اور میں رب کریم سے دعا گو ہوں اللہ ان کے جذبۂ دین کو قبول فرمائے، اور انکو دنیا وآخرت کی تمام بھلائیوں سے نوازے۔ ان کی نیتوں میں مزید خلوص عطاء فرمائے اور ان کی جائز تمناؤں کو پورا فرمائے۔ آمین

ایں دعا از من وجملہ جہاں آمین آباد

آخیر میں مجھ ناچیز و ناکارہ کو احساس ہے کہ اس خدمت کے لئے جس علم و عمل اور تقویٰ کی ضرورت ہے میں اُس سے تہی دامن ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ چاہے تو حقیر زرہ سے بھی جو کام چاہے لے لیتا ہے۔ بس ربِ کائنات جل جلالہ کی بارگاہ عالی میں تشکر کے ساتھ دلی دُعا اور التجاء ہے کہ وہ مجھ ناچیز کی اس حقیر کوشش اور اس کتاب کو قبول و مقبول فرما کر، جن کے نام یہ کتاب منسوب کی گئی ہے ان کے لیے اور مجھ ناکارہ کے لئے اپنی رحمت، رضا، مغفرت کا زریعہ اور آخرت کا ذخیرہ اور حضور اکرم ﷺ کی خوشنودی اور شفاعت کا باعث بنائے۔ اور مسلمانوں کے لئے مفید بنا دے۔ آمین

انتساب

میں اپنی اس علمی پیش کش کا انتساب اپنے والدین، رشتہ واقارب اور جملہ اساتذہ کو کرتا ہوں جن کے اخلاص اور قربانیوں کی بنیاد پر خدا تعالیٰ نے مجھ گناہگار کو علم دین کا ذوق عطا فرمایا، اسی طرح اس کا انتساب اُس بابرکت خاندان وبستی کی جانب کرنا بھی اپنے لیے سرمایۂ افتخار تصور کرتا ہوں۔

جس کی دینی خدمات کا سلسلہ کئی صدیوں پر محیط ہے، جس کے عظیم سپوتوں کی زندگی سراپا اتباعِ سنت سے تعبیر ہے، اور وہ سو فیصد پیکر اخلاص و وفا ہیں، جنہوں نے عالم انسانیت کی تشنہ لبی کو دور کیا، احیائے سنت کا کام کیا، اسلامی فکر کو صحیح قالب میں پیش کیا اور نازک وقت میں پوری امت کے لیے ان کی ہستیاں خدا تعالیٰ کی جانب سے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئیں۔

اس مبارک خانوادہ سے میری مراد رائے بریلی کے اطراف میں سادات کی وہ بستی ہے جس کو لوگ ’’دائرۂ شاہ علم اللہ‘‘ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

عرضِ مؤلف

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ، امابعد

زیرِ نظر کتابچہ (مسائلِ عیدالاضحیٰ) راقم الحروف کی ایک حقیر و معمولی کوشش ہے، جس کی اشاعت کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے عام تعلیم یافتہ مسلمان بھائیوں کے علاوہ معمولی پڑھے لکھے لوگ بھی ان مسائل سے واقف ہوجائیں، جن کے ذریعہ وہ صحیح نیت، صحیح جذبہ، صحیح روح اور صحیح طریقہ سے قربانی جیسے عظیم الشان فریضہ کو انجام دے سکیں۔ عربی و اردو کی فقہی کتابوں اور فتاوی کے مجموعوں میں یہ سارے مسائل موجود ہیں لیکن اکثر لوگوں کو ان ضخیم کتابوں کو پڑھنے کی نہ رغبت ہے نہ فرصت اور نہ خریدنے کی طاقت ، حالانکہ کسی بھی عبادت کو صحیح طریقہ سے انجام دینے کے لیے اُس کے مسائل سے واقفیت انتہائی ضروری ہے۔ چنانچہ راقم الحروف کے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ کیوں نہ اس طرح کے مسائل کو اختصار و جامعیت اور آسان اسلوب کے ساتھ مرتب کر کے کتابچہ کی شکل میں شائع کر کے مسلمانوں میں عام کیا جائے تا کہ آسانی سے ان کی دسترس میں آسکیں اور مختصر ہونے کی وجہ سے پڑھنے کی طرف بھی رغبت ہو، اور ان کے دلوں میں مسائل کی اہمیت بھی بیٹھ جائے اور زیادہ سے زیادہ لوگ عمل پیرا ہوں اور یہ چیز قربِ خداوندی کا ذریعہ بن سکے۔ اور اس کتاب کا لکھنا اللہ قدیم الاحسان کا احسان و کرم ہے کہ مجھ جیسے کمزور حقیر و فقیر بندۂ پرتقصیر کو یہ سعادت و توفیق عطاء فرمائی۔ فللہ الحمد ولہ الشکر دائماً ابداً

بندہ
سید اکرم ندوی عفی عنہ

عید الاضحیٰ کا پسِ منظر

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے خدا کو پہچانا تو اس اللہ وحدہ لاشریک نے فرمایا تھا (اَسۡلِمۡ اپنے آپ کو میرے حوالے کر) اور اس مردِ مؤمن نے جواب دیا تھا۔ (اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ میں نے اسلام قبول کیا یعنی میں رب العالمیں کا ہو گیا) اس قول قرار کو آپ نے ساری زندگی نبھایا، اسی رب العالمین کے خاطر صدیوں کے آبائی مذہب اس کی رسموں اور اس کے عقیدوں کو لات مار دیا اور دنیا کی ساری منفعتوں سے منھ پھیر لیا، اپنی جان کو آگ کے خطرے میں ڈالا، جلاوطنی کی مصیبتیں سہیں، ملک ملک کی خاک چھانی، اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ رب العالمین کی اطاعت اور اس کے دین کی تبلیغ میں صرف کر دیا، اس قربانی و جانفشانی کا ثبوت قرآن نے ان الفاظ میں دیا۔

﴿ اِنَّ اِبۡرَاھِیۡمَ کَانَ اُمَّۃً قَانِتًا لِلّٰہِ حَنِیۡفا وَلَمۡ یَکُنۡ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡن ﴾

بیشک ابرہیم اپنی شخصیت میں پوری امت تھے، جو اللہ کے آگے جھکے ہوئے، تمام بناوٹی راہوں سے ہٹے ہوئے، اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے۔ پھر اس اعلانِ خداوندی کے بعد، اللہ رب العزت نے اپنے خلیل کو ایک ایسی آزمائش میں مبتلاء کیا جس کا صرف تصور بھی تاریخِ انسانی میں ناپید ہے۔ تقریباً (۹۰) سال کے اس بوڑھے مسلمان کو مکمل مایوسی کے بعد اللہ اپنے فضل سے ایک نیک صالح، خوبصورت اور خوب سیرت عکسِ ابراہیمی کی صورت میں ایک فرزند اسماعیل عطاء فرماتے ہیں۔ لیکن دستِ قدرت سے نا آشنا خلیل اللہ بیٹے کی محبت اور اس کی معصومیت میں کھو جاتے ہیں، ادھر اچانک وحی کا

ظہور ہوتا ہے۔

﴾یَا بُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِیْ الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی﴿

(۲۳ : ۱۰۰)

آئے فرزندِ عزیز! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے (اللہ کے نام پر) ذبح کر رہا ہوں، سو تم بھی سوچ لو کہ تمہاری رائے کیا ہے۔

﴾یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین﴿

(۲۳ : ۱۰۰)

وہ بولے کہ ابا جان جو حکم ہوا ہے آپ (بلا تامل) کیجئے ان شاءاللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائینگے، اس تاریخ ساز جملے نے انسانیت کو یہ پیغام پہنچایا کہ ہم اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے یہ حد بھی پار کر سکتے ہیں، پھر جب باپ نے بیٹے کو زمین پر لٹایا، وہ اسلام ہی تھا جو ابراہیم کے اندر سے کام کر رہا تھا اور بیٹے نے اس شوق و ذوق کے ساتھ جو مدتوں کے پیاسے کو آبِ شیریں سے ہوتا ہے، ویسے ہی اپنی گردن مضطرب ہو کر چھری سے قریب کر دی، یہ حقیقتِ اسلام ہی کا استیلاء تھا۔ جس نے نفسِ اسماعیل کو فنا کر دیا اور اسی فنا سے مقامِ ایمان کو بقاء ہے۔

﴾اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد﴿

قربانی کی اہمیت

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مندرجہ ذیل آیت میں نماز اور قربانی کا حکم فرما رہے ہیں۔

فصل لربک وانحر (سورہ کوثر۔۲)

آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔

یعنی اتنے بڑے انعام واحسان کا شکر بھی بہت بڑا ہونا چاہیئے۔ تو چاہیئے کہ آپ اپنی روح، بدن اور مال سے برابر اپنے رب کی عبادت میں لگے رہیں۔ بدنی وروحی عبادات میں سب سے بڑی عبادت نماز ہے۔ اور مالی عبادات میں قربانی ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ قربانی کی اصل حقیقت جان کا قربان کرنا تھا، جانور کی قربانی کو بعض حکمتوں اور مصلحتوں کی بناء پر اس کے قائم مقام کر دیا گیا، جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ واسمعیلؑ کے قصے سے ظاہر ہے، اسلئے قرآن میں دوسری جگہ بھی نماز اور قربانی کا ذکر ساتھ ساتھ کیا ہے۔

﴿قل ان صلاتی ونسکی ومحیای لله رب العالمین، لاشریک له وبذلک امرت وانا اول المسلمین﴾ (انعام: ۱۶۲، ۱۶۳)

تو کہہ دے میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کیلئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے، کوئی نہیں اس کا شریک اور یہی مجھ کو حکم ہوا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔ (تفسیر عثمانی)

چنانچہ قربانی ایک عظیم الشان عبادت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے شروع ہوئی اور امتِ محمدیہ علی صاحبہا السلام تک مشروع چلی آرہی ہے۔ ہر مذہب وملت کا اس پر عمل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿ولکل امة جعلنا منسکا لیذکروا اسم الله علی ما رزقهم من بهیمة

الانعام ﴾ (سورۃ الحج:۳۴)

ترجمہ: ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تاکہ وہ چوپائیوں کے مخصوص جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمایا۔

قربانی کا عمل اگرچہ ہر امت میں جاری رہا ہے، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں خصوصی اہمیت اختیار کرگیا۔ اسی وجہ سے اسے سنتِ ابراہیمی کہا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیمؑ نے محض خدا تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر اپنے فرزندِ عزیز کو ذبح کر کے محبتِ ماسوی اللہ کی قربانی دیدی، اسی عمل کی یاد میں مسلمان ہر سال بڑے جوش وخروش میں قربانی کرتے ہیں۔ اس قربانی سے ایک اطاعت شعار مسلمان کو یہ سبق ملتا ہے کہ وہ رب کی اطاعت وفرمانبرداری میں ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار رہے۔ اور مال ومتاع کی محبت کو چھوڑ کر خالص اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کرے۔ قربانی کی اہمیت اس حدیث سے بھی ثابت ہو رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں دس سال قیام کے دوران آپ برابر قربانی کرتے رہے۔ (جامع الترمذی ج ۱/ ۴۰۹ ابواب الاضاحی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بقرعید کے دن قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک کوئی محبوب عمل نہیں ہے۔ اور بلاشبہ قربانی کرنے والا قیامت کے دن اپنی قربانی کے سینگوں، بالوں اور کھروں کو لے کر آئے گا۔

اور یہ بھی فرمایا کہ بلاشبہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک

درجۂ قبولیت حاصل کر لیتا ہے۔ لہذا خوب خوش دلی سے قربانی کرو۔ (ترمذی رقم الحدیث [۱۴۷۹] ابواب الاضاحی)

حضرت زید بیان کرتے ہیں کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ یہ قربانی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ابّا حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے۔ صحابہ نے پوچھا: اس میں ہمارے لئے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر بال کے بدلے ایک نیکی، صحابہ نے پوچھا اور اُون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اون کے ہر بال کے بدلے بھی ایک نیکی ہے۔ (ترمذی۔ رقم الحدیث ۱۴۸۰)

قربانی کے متعلق چند شبہات اور ان کے شافی جوابات

(از مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ نور اللہ مرقدہ ومضجعہ)

جب انسان روحانیت سے غافل ہو کر صرف مادّی خواہشات کی بھول بھلیوں میں پڑ جاتا ہے، مادّہ صورت ہی اس کا اوڑھنا بچھونا اور علم و ہنر اس کا مقصد بن جاتا ہے۔ اور اللہ جل شانہ کی قدرتِ کاملہ اور اس کا عجیب وغریب نظام اس کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے، تو اس کو ساری ہی عبادات بے جان رسوم محسوس ہونے لگتی ہیں۔ خصوصا قربانی کا مسئلہ اس کو ایک اقتصادی مشکل بن کر سامنے آتا ہے، وہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ قوم کا اتنا روپیہ جو جانوروں کے ذبیحہ پر ہر سال خرچ ہو جاتا ہے، اور تین روز گوشت کھا لینے کے سوا اس کا مفاد نظر نہیں آتا، اگر اس سے رفاہی اور قومی کام چلائے جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ لیکن جس حقیقت شناس کے سامنے قوم کے اخلاق واعمال کی اصلاح اس کا

پیٹ پالنے اوراس کی نفسانی لذتوں کو پورا کرنے سے زیادہ مقدم ہے۔ بلکہ وہ بجا طور پر یہ سمجھتا ہے، کہ انسان کی روٹی اور پیٹ کا مسئلہ بھی امن وسکون کے ساتھ صحیح طریقہ پر اسی وقت حل ہوسکتا ہے، جب کہ انسان انسان بن جائے۔

انسان اخلاق سے آراستہ ہوں، ورنہ لوٹ مار، دھوکہ، فریب، چوری وجیب تراشی کی وجہ سے کوئی شخص اپنی جگہ مامون ومطمئن نہیں رہیگا، چور بازاری کی وجہ سے سامانِ زندگی گراں ہوجائے گا۔ رشوت کی وجہ سے حقدار کو حق نہیں ملیگا، وہ جس طرح قوم کی تعلیم پر خرچ کرنے کو اس کی دوسری ضروریات سے زیادہ اہمیت دے گا، اس سے بھی زیادہ اس خرچ کو اہمیت دے گا، جس کے ذریعہ انسان کے اخلاق درست ہوں۔ اور مشاہدہ وتجربہ شاہد ہے کہ اخلاق واعمال کی روشنی کے لئے خدا تعالی کے خوف اوراسکی رضا جوئی سے بڑھ کر کوئی کامیاب نسخہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کا جذبہ ہی وہ جذبہ ہے جو انسان کو اپنی خلوتوں میں بھی جرائم سے پاک رکھتا ہے۔ اور قربانی اس جذبہ کے قوی کرنے میں خاص اثر رکھتی ہے۔ اس لئے قوم کی فلاح وبہبود اس میں نہیں کے قربانی بند کر کے روپیہ بچانے وجمع کرنے کی نفسانی خواہش کو ہوا دی جائے، بلکہ اس کی حقیقی فلاح اس میں ہے کہ قوم میں جذبۂ ایثار وقربانی پیدا کرنے کیلئے اس خرچ کو شوق ومحبت کے ساتھ قبول کیا جائے۔

اس حقیقت کو سمجھ لینے سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قربانی کا مقصد گوشت کھانا یا کھلانا ہرگز نہیں، بلکہ ایک حکمِ شرعی کی تعمیل اور سنتِ ابراہیمی کی یادگا کو تازہ کر کے جذبہ ٔایثار وقربانی کی تحصیل ہے۔ قرآنِ کریم نے خود اس حقیقت کو واضح فرما دیا ہے۔

﴿لن ينال الله لحومها ولا دمائها ولكن يناله التقوىٰ منكم﴾

یعنی اللہ کے پاس ان قربانیوں کے گوشت یا خوں نہیں پہنچتے، ہاں تمھارا تقویٰ یعنی جذبہ اطاعت پہنچتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قربانی کے گوشت پوست کا کوئی مقصد نہیں یہی وجہ ہے کہ پچھلی امتوں کے لئے تو یہ گوشت حلال بھی نہ تھا۔

اس امت پر خصوصی طور پر حلال کر دیا گیا ہے، بلکہ اصل مقصد قربانی کا جذبۂ اطاعت پیدا کرنا ہے۔

قربانی پر دوسرا اشکال یہ ہوتا ہے کہ تین تاریخوں میں بیک وقت لاکھوں جانور ہلاک ہوجاتے ہیں۔ تو اس کا مضر اثر قومی اقتصادیات پر پڑنا بھی ناگزیر ہے، کہ جانور کم ہوجائیں گے، اور سال بھر لوگوں کو گوشت ملنے میں مشکلات پیدا ہوجائیں گی، لیکن یہ خیالات اُس وقت انسان کے ذہن پر مسلط ہوتے ہیں، جب کے وہ خالقِ کائنات کی قدرتِ کاملہ اور اس کے نظامِ محکم کے مشاہدے سے بالکل غافل ہوجائے۔

نظامِ قدرت پورے عالم میں ہمیشہ سے یہ ہے کہ جب دنیا میں کسی چیز کی ضرورت بڑھتی ہے، تو اللہ تعالی اس چیز کی پیداوار بڑھا دیتے ہیں اور جب ضرورت کم ہوجاتی ہے تو پیداوار بھی گھٹ جاتی ہے۔ جیسے کوئی شخص کنویں کے پانی پر رحم کھا کر اس لئے نکالنا چھوڑ دے کے کہیں پانی ختم نہ ہوجائے، تو اس کے سوتے بند ہوجائیں گے اور کنواں پانی نہ دے گا، اور جتنا زیادہ نکالتا چلا جائے گا اتنا ہی کنویں سے پانی زیادہ ملے گا۔ اعداد و شمار کا حساب لگا کر دیکھیں تو پچھلے زمانے میں جتنی قربانیاں کی جاتی تھیں اتنی آج نہیں ہیں، جس طرح آج تمام احکامِ دین نماز روزہ میں سستی آگئی، قربانی کے مسئلے میں اس

سے زیادہ سستی برتی جاتی ہے۔ اسلام کے قرونِ اولیٰ میں قربانی کا یہ عالم تھا کہ ایک آدمی سوسو اونٹ کی قربانی کرتا تھا۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سو اونٹ کی قربانی کی، اور تریسٹھ کی قربانی کا فریضہ خود اپنے دستِ مبارک سے انجام دیا۔ قربانی کی اس فراوانی اور زیادتی کے زمانے میں کسی جگہ یہ شکایت نہیں سنی گئی کہ جانور نہیں ملتے یا گراں ملتے ہیں۔

اس زمانے میں نماز، روزہ اور دوسری عبادات کی طرح قربانی میں سخت غفلت برتی جارہی ہے۔ لاکھوں انسان جن کے ذمے شرعاً قربانی واجب ہے، قربانی نہیں کرتے، تو اس وقت جانوروں کی کمی کو قربانی کا نتیجہ کہنا واقعات کے سراسر خلاف ہوگا۔

اور قدرت کے دستور کے مطابق ہمارا خیال یہ ہے کہ اگر کسی جانور وغیرہ کا استعمال ایسا ہی کم ہوتا چلا گیا تو کچھ عرصہ میں وہ چیز کی پیداوار نہ ہونے کے قریب ہوجائیگی۔ اور کیا یہ مثال سارے جہان کے سامنے نہیں کہ اب سے سوسال پہلے سارے سفر گھوڑے پر طے کئے جاتے تھے، اور ساری دنیا کی جنگیں صرف گھوڑوں کے ذریعہ کی جاتی تھیں، فوج کے لاتعداد گھوڑے پالے جاتے تھے، عصرِ حاضر میں جب گھوڑوں کی جگہ موٹروں اور ہوائی جہازوں نے لے لی تو کیا دنیا میں گھوڑے زیادہ سستے ہوگئے یا ان کی تعداد گھٹ گئی اور قیمت بڑھ گئی؟

یہ قدرت کا کارخانہ اور اس کا نظام انسانی فہم وادراک اور انسانی تجاویز وں سے بہت بلند ہے۔ کاش قربانی کی اس حقیقت سے ناآشنا مسلمان سوچیں اور غور کریں، اور قربانی کو ایک رسم یا عید کی تفریح کی حیثیت سے نہیں بلکہ اس کی حقیقت کو سامنے رکھ کر سنتِ

ابراہیمؑ کی اتباع کے طور پر ادا کریں تو ایمان وعمل میں قوت اور اخلاص کی برکت کا مشاہدہ ہونے لگے گا۔ ہر عبادت میں ثواب کے علاوہ کچھ آثار بھی ودیعت رکھے گئے ہیں جیسے، نماز میں تواضع وانکساری، زکوٰۃ میں حبِ مال سے قلب کی صفائی، روزہ اور حج میں اللہ جل شانہ کی محبت میں ترقی حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح قربانی سے ایمان وخلاص میں قوت، اعمالِ شاقہ کے لئے عزم وہمت پیدا ہوتی ہے۔

(اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بلاشک وتردد دینی امور کی بجاآوری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین)

قربانی کس پر واجب ہے

قربانی ہر اُس عاقل، بالغ، مقیم، مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے، جو نصاب کا مالک ہے، یا اسکی ملکیت میں ضرورت سے زائد اتنا سامان ہے جس کی ملکیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہے۔

یعنی ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اسکی قیمت کے برابر رقم ہو۔ یا رہائش کے مکان سے زائد مکانات یا جائیدایں ہوں، یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان ہوں۔ یا مالِ تجارت شیئرز وغیرہ ہوں۔ جس کی مالیت ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہوں، تو اس پر قربانی کرنا لازم ہے۔ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا ص/۱۱۸)

(۱) جس کے پاس رہائشی مکان کے علاوہ زائد مکان موجود ہے، خواہ تجارت کے لئے ہو یا نہ ہو، ضروری مکان کیلئے پلاٹ کے علاوہ پلاٹ ہے، ضروری سواری کے علاوہ

دوسری گاڑیاں ہیں، استعمال کے بھگونوں کے علاوہ بڑے بڑے بھگونے یا بڑی بڑی دیگچیاں ہیں، یا کوئی اور تجارتی سامان ہو، جو ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ رہا ہو، تو ایسا شخص قربانی کے حق میں صاحبِ نصاب ہے۔ اس پر قربانی واجب ہے۔ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ص/۱۱۹)

کیا قربانی کے مال پر سال گذرنا ضروری ہے؟

قربانی واجب ہونے کے لئے نصاب کے مال، رقم یا ضرورت سے زائد سامان یا شیرز وغیرہ پر سال گزرنا ضروری نہیں ہے۔ اور ان مذکورہ چیزوں کا تجارتی ہونا بھی ضروری نہیں ہے، بلکہ بارہویں ذی الحجہ کے سورج غروب ہونے سے پہلے مالک ہو جائے تو اس پر قربانی واجب ہے۔ (فتاوی عالمگیر ج/۸/۳۸۳)

کتنی مسافت طے کرنے پر مسافر ہوتے ہیں

مسافتِ شرعی اڑتالیس (۴۸) میل شرعی ہوتی ہے اور اڑتالیس (۴۸) میل شرعی ستاسی (۷۷) کیلومیٹر، سات سو بیاسی (۷۸۲) میٹر، چالیس (۴۰) سنٹی میٹر کے برابر ہوتی ہے۔ اتنی مسافت پر آدمی مسافر ہو جاتا ہے، اور دورانِ سفر بھی مسافر رہتا ہے۔ (کتاب الفتاوی۔ ج/۲/ص ۴۷۶)

اور اس کا حکم کیا ہے

اگر راستے میں ظہر عصر اور عشاء کا وقت ہو جائے تو قصر کریگا۔ اسی طرح قربانی کے ایام

میں اگر وہ مذکورہ مسافت پر، یا اس سے اور زیادہ کیلومیٹر کا سفر کیا ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے، اس لئے کہ وہ سفر میں بسہولت قربانی نہیں کر سکتا، اگر کر لے تو جائز ہے۔ (اثمار الھدایہ ج ۱۲/ص ۳۳۳)

چند غلطیوں کی اصلاح

(۱) بعض لوگ یہ کوتاہی کرتے ہیں کہ طاقت نہ ہونے کہ باوجود شرم کی وجہ سے قربانی کرتے ہیں کہ لوگ یہ کہیں گے کہ انہوں نے قربانی نہیں کی، محض دکھاوے کے لئے قربانی کرنا درست نہیں ہے، جس سے واجب حقوق فوت ہو جائے۔

(۲) بہت سے لوگ محض گوشت کھانے کی نیت سے قربانی کرتے ہیں۔ اگر عبادت کی نیت نہ ہو تو ان کو ثواب نہیں ملیگا۔ اور اگر ایسے لوگوں نے کسی اور کے ساتھ حصہ رکھا ہو تو کسی کی بھی قربانی درست نہیں ہوگی۔

(۳) بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ گھر میں ایک قربانی ہو جانا کافی ہے، اس لئے لوگ ایسا کرتے ہیں کہ ایک سال اپنی طرف سے قربانی کر لی، ایک سال بیوی کی طرف سے کر دی، ایک سال لڑکے کی طرف سے، ایک سال لڑکی کی طرف سے، ایک سال مرحوم والد کی طرف سے، ایک سال مرحومہ والدہ کی طرف سے، خوب یاد رکھنا چاہیے کہ گھر کے جتنے افراد پر قربانی واجب ہو ان میں سے ہر ایک کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔ مثلاً: میاں بیوی اگر دونوں صاحبِ نصاب ہوں تو دونوں کی طرف سے دو قربانیاں لازم ہیں۔ اسی طرح اگر باپ بیٹا دونوں صاحبِ نصاب ہوں تو خواہ اکٹھے

رہتے ہوں مگر ہر ایک کی طرف سے الگ الگ قربانی واجب ہے۔

(۴) بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قربانی عمر بھر میں ایک دفعہ کر لینا کافی ہے۔ یہ خیال بالکل غلط ہے بلکہ جس طرح زکوۃ اور صدقۂ فطر ہر سال واجب ہوتا ہے اسی طرح ہر صاحبِ نصاب پر بھی قربانی ہر سال واجب ہوتی ہے۔

(۵) بعض لوگ گائے یا بھینس میں حصہ رکھ لیتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ جن لوگوں کے حصہ رکھے ہیں وہ کیسے لوگ ہیں، یہ بڑی غلطی ہے، اگر سات حصے داروں میں ایک بھی بے دین ہو یا اس نے قربانی کی نیت نہیں کی بلکہ محض گوشت کھانے کی نیت کی تو سب کی قربانی برباد ہوگی۔ اس لئے حصہ ڈالتے وقت حصہ داروں کا انتخاب بڑی احتیاط سے کرنا چاہیئے۔ (مسائل رفعت ج/۵/ص ۱۱۶)

واجب اور نفل قربانی کی شرکت

واجب قربانی کرنے والے اور نفلی قربانی کرنے والے دونوں ایک بڑے جانور میں شریک ہو سکتے ہیں۔ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا ص/۱۷۲)

بوقتِ قربانی تمام شرکاء کا نام لینا

ذبح کرنے والا سب حصے داروں کا خیال دل میں رکھے، اور نیت سب کی طرف سے کرے کسی کا نام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر سب کا نام لے تو یہ اچھا ہے مگر ضروری نہیں ہے۔ (فتاوی دار العلوم دیو بند ج/۱۵/ص ۵۱۶)

قربانی کے جانور

قربانی کے جانور شرعاً مقرر ہیں۔ گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی، بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ، نر و مادہ کی قربانی ہوسکتی ہے۔ اور ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی درست نہیں ہے۔ (فتاوی عالمگیر ج ۸/ص ۳۹۲)

جرسی گائے کی قربانی

جرسی گائے کی پیدائش فطری طریقہ یعنی نر و مادہ کے اختلاط اور صحبت سے نہیں ہوتی بلکہ جب گائے پر شہوت کا غلبہ ہوتا ہے۔ اور اسے نر کی ضرورت پیش آتی ہے جسے ماہر لوگ سمجھ لیتے ہیں، اس وقت انجکشن کے ذریعے ولایتی بیل کا نطفہ اس کے رحم میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ اس سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے اسے جرسی گائے کہا جاتا ہے۔

چونکہ ولایتی بیل کا نطفہ انجکشن کے ذریعہ گائے کے رحم میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ اور اس سے بچہ کی ولادت ہوتی ہے، تو اسے گائے کا بچہ کہا جائے گا، اور اس کا کھانا حلال ہوگا، اور قربانی کرنے سے قربانی بھی جائز ہوگی۔ البتہ قربانی ایک عظیم عبادت ہے اس میں ایسا جانور ذبح کرنا بہتر ہے جس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ ہو۔ جب غیر مشتبہ جانور آسانی سے مل سکتے ہیں تو اس قسم کے مشتبہ جانور کو ذبح نہ کرنے میں احتیاط ہے۔ اپنی عبادت کو مجبوری کے بغیر مشتبہ بنانا مناسب نہیں۔ (فتاوی عالمگیر ج ۸/ص ۳۹۱)

جانور کی عمر اور دانت

(۱) قربانی کے جانوروں میں بھیڑ، دنبہ، بکری، ایک سال کے ہونا ضروری ہے۔

(۲) البتہ بھیڑ اور دنبہ جو چھ ماہ کا ہو لیکن دیکھنے میں ایک سال کا لگتا ہو اس کی قربانی درست ہے۔

(۳) گائے، بیل، بھینس دو سال کے ہونا ضروری ہے، اونٹ کیلئے پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ (فتاوی عالمگیری ۵/ص ۳۶۷)

(۴) اگر پوری عمر ہونے کے باوجود دانت نہ نکلے ہو تب بھی قربانی کرنا درست ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ج ۱۰/ص ۵۰)

شرکاء اور ان کی تعداد

(۱) حضرت جابرؓ نے فرمایا ہم آپ ﷺ کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر نکلے تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات آدمی شریک ہو جائیں۔ (صحیح مسلم ج ۲/رقم الحدیث ۶۹۴)

(۲) چنانچہ قربانی کا جانور اگر اونٹ، گائے یا بھینس ہو تو اس میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ یعنی ان میں سے ایک جانور سے سات قربانیاں ہو سکتی ہیں۔

(۳) بکری اور بھیڑ فقط ایک آدمی کی طرف سے جائز ہے، اگرچہ وہ بڑی اور موٹی ہو۔ (فتاوی عالمگیری ج ۸/ص ۳۹۲)

دوسرے کی طرف سے قربانی کرنا

(۱) دوسرے کی طرف سے واجب قربانی کرنے کے لئے اجازت لینا ضروری ہے، ورنہ دوسرے کی واجب قربانی ادا نہیں ہوگی۔

(۲) اگر کسی علاقے میں اپنے متعلقین کی طرف سے قربانی کرنے کی عادت اور رواج ہے تو اپنے متعلقین کی طرف سے ان کی اجازت کے بغیر بھی قربانی کرنا درست ہے۔

(۳) اور اگر اپنے متعلقین کی طرف سے قربانی کرنے کا رواج نہیں ہے تو اس صورت میں اپنے متعلقین کی طرف سے ان کی اجازت کے بغیر قربانی کرنے سے واجب قربانی ادا نہیں ہوگی۔

(۴) دوسرے کی طرف سے نفل قربانی کرنے کے لئے اجازت لینا ضروری نہیں۔
(قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ص ۷۴۔۷۵)

فتنہ کے ڈر سے گائے کی قربانی ترک کرنا

گائے کی قربانی کرنا اسلام میں بلاشبہ جائز ہے اور اس پر پابندی محض ایک ظلم ہے۔ لیکن اگر کسی جگہ ملکی قانون کی خلاف ورزی اور فتنہ کے اندیشہ کی وجہ سے گائے کی قربانی سے احتراز کیا جائے تو یہ جائز ہے۔ (کتاب المسائل ض ۲/ص ۱۱۳) اس لیے کہ اطاعت جب معصیت کا سبب بنے تو اس کا ترک کرنا واجب ہے۔ اس لئے کہ جو چیز شر کا سبب بنتی ہے وہ شر ہی ہوتی ہے۔

ان الطاعة اذا ادت الی معصیة راجحة وجب ترکھا لان ما یئودی الی الشر شر (تفسیر مظھری ٣/ ٢٧٦)

قانوناً ممنوع ہونے کے باوجود گائے کی قربانی

اگر کسی جگہ گائے کے ذبح کرنے پر قانوناً پابندی ہو پھر بھی قربانی میں گائے ذبح کر

لیجائے تو یہ قربانی شرعاً درست ہے اور اس کے گوشت کو کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضا)

قربانی کے ایام

﴿لِیَشُهَدُوا مَنَا فِعَ لَهُم وَیَذ کُرُااسُمَ اللّٰه فِی اَیّامِ مَعُلُومَاتِ﴾

(سورۃ الحج: ۲۸)

تا کہ اپنے (دینیہ ودنیویہ) فوائد کے لئے موجود ہوں، تا کہ ایام مقررہ۔ یعنی قربانی کے دن ان مخصوص چوپائیوں پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیں۔ (ترجمہ بیان القران) معلومات سے مراد آیتِ شریفہ میں قربانی کے تین دن ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ ہے۔
(معارف القرآن ج/۶/ص۲۵۸)

قربانی کا وقت

قربانی کرنے کا وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد سے بارھویں ذی الحجہ کے غروب تک ہے۔ ان دنوں میں سے جس دن بھی چاہے قربانی کرلے۔ لیکن سب سے بہترین دن بقرعید کا پہلا دن ۱۰ ذی الحجہ ہے۔ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا۔ ۱۱۴)

آپ ﷺ نے فرمایا عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں ہے۔ اگر کوئی عید کی نماز سے پہلے قربانی کرے تو وہ عام گوشت کی طرح ہے، پھر دوبارہ سے قربانی کرنی پڑے گی۔ (سنن ابوداؤد ج/۲/رقم الحدیث ۱۰۲۷)

اور دیہات میں عید کی نماز واجب نہیں ہے، اس لئے وہاں صبح صادق کے بعد ہی قربانی کر سکتے ہیں۔ (اثمار الھدایہ ج ۱۲/ص ۳۴۷)

افضل جانور

(۱) اگر فقرآء اور نادر لوگ زیادہ ہوں تو زیادہ گوشت والا جانور افضل ہے۔ اور اگر ضرورت مند لوگ کم ہو تو پھر جس جانور کی قیمت زیادہ اور گوشت عمدہ ہو وہ افضل ہے۔

(۲) بہت زیادہ موٹے تازے جانور کی قربانی کرنا مستحب ہے۔

(۳) اگر بڑے جانور گائے وغیرہ کے ساتویں حصے کی قیمت اور بکری کی قیمت برابر اور گوشت بھی برابر ہے تو بکری کی قربانی کرنا افضل ہے۔

(۴) بھیڑ سے بکری افضل ہے۔ (۵) مادہ کی قربانی نر سے افضل ہے۔ (۶) جس قربانی کی قیمت زیادہ ہو وہ بہتر ہے۔ اور اگر دو جانوروں کی قیمت برابر ہو لیکن ایک کا گوشت زیادہ ہے تو وہی بہتر اور افضل ہے۔ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا ص/۲۷۔۲۸)

آپ ﷺ صحت مند سینگ دار جانور کی قربانی کرتے تھے۔ (سنن ابو داؤد ج ۲/رقم الحدیث ۱۰۲۳)

قربانی کے جانور پر شفقت کرنا

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی جانور کو ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو۔ یعنی تمھیں چاہئے کہ ذبح سے پہلے چھری کو اچھی طرح تیز کر لو، اور ذبح کرنے

میں راحت پہنچاؤ۔ (سنن ابوداؤد ج ۲/ رقم الحدیث ۱۰۴۱)

مرحومین کے نام سے قربانی

(۱) میت کی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو وصیت فرمائی تھی کہ ان کی طرف سے آپ قربانی کریں، چنانچہ حضرت علیؓ آپ ﷺ کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے۔

(۲) اگر مردے کی جانب سے قربانی کی جائے تو قربانی کا ثواب اس مردے کو ملے گا اور ملکیت ذبح کرنے والے کی ہوگی۔ جیسے: اپنی قربانی کے گوشت کے تین حصے کئے جاتے ہیں، ایک حصہ اپنے لئے، دوسرا حصہ دوست واحباب کے لئے اور تیسرا غرباء کے لئے، اسی طرح اس کے بھی تین حصے کئے جائیں گے۔

(۳) اور اگر میت نے خود قربانی کی وصیت کی تو پھر ضروری ہے کہ قربانی کرنے والا اس میں سے نہ کھائے۔ (کتاب الفتاوی/ ج/ ۴/ ص/ ۱۳۷)

مزار یا بت کے نام پر چھوڑا ہوا جانور

کسی مزار یا بت کے نام پر جانور چھوڑنا حرام اور سخت گناہ کا کام ہے۔ لیکن اس حرام عمل سے جانور حرام نہیں ہوتا، اور شرعی اصول کے مطابق یہ جانور اپنے مالک کی ملکیت سے خارج نہیں ہوتا۔ اگرچہ وہ اپنے غلط عقیدے کی بناء پر یہ سمجھتا ہے کہ وہ میری ملکیت سے نکل کر غیر اللہ کے لئے وقف ہوگیا ہے مگر شرعاً اُس کا یہ عقیدہ باطل ہے، وہ جانور بدستور اس کی ملکیت میں ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص جانور کے مالک سے وہ جانور خرید کر

قربانی کرے تو قربانی درست ہے۔ اسی طرح عام دنوں میں قصاب یہ جانور خرید کر اس کا گوشت فروخت کریں تو گوشت خرید کر استعمال کرنا بھی درست ہے۔ (معارف القرآن ج/۱/ص/۴۲۴)

جانور گم ہوگیا

(۱) اگر صاحبِ نصاب آدمی نے قربانی کے لئے جانور خریدا، اور جانور گم ہوگیا، اور اس نے قربانی کے لئے دوسرا جانور خریدا، اور قربانی سے پہلے دوسرا گم شدہ جانور بھی مل گیا، اب اس کے پاس کُل دو جانور ہوگئے، تو اس صورت میں دونوں جانوروں میں سے کسی ایک جانور کی قربانی دینا واجب ہے۔ البتہ دونوں جانوروں کی قربانی کر دینا مستحب ہے۔

(۲) لیکن اگر اس پر قربانی واجب نہیں تھی اور اس کا جانور مر گیا یا گم ہوگیا، تو اس پر دوسرے جانور کی قربانی لازم نہیں۔

(۳) اگر غیر صاحبِ نصاب شخص گم شدہ جانور ملنے سے پہلے دوسرا جانور خرید لے اور بعد میں گم شدہ جانور مل جائے تو اس پر دونوں جانوروں کی قربانی کرنا واجب ہوگا، کیونکہ فقیر پر قربانی واجب نہیں تھی، قربانی کی نیت سے جانور خریدنے کی وجہ سے قربانی واجب ہوگئی، جب دو جانور اس نیت سے خریدے تو دونوں کی قربانی لازم ہوگئی۔ (کتاب المسائل ج/۲/۳۰۶)

حاملہ جانور

(۱) جس جانور کے پیٹ میں بچہ ہے اس کی قربانی کرنا صحیح ہے۔

(۲) البتہ جان بوجھ کر ولادت کے قریب جانور کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔

(۳) ذبح کے بعد جو بچہ پیٹ سے نکلے، اس کو ذبح کر لیا جائے تو اس کا کھانا حلال ہے۔

(۴) اور اگر وہ مردہ نکلے تو اس کا کھانا درست نہیں۔

(۵) اور اگر ذبح سے پہلے مر گیا تو اس کا گوشت کھانا حرام ہے۔

(٦) اور اگر ذبح شدہ ماں کے پیٹ سے نکلے ہوئے بچے کو ذبح نہیں کیا یہاں تک کے قربانی کے دن گذر گئے، تو اس زندہ بچے کو صدقہ کر دیا جائے۔

(۷) اور اگر قربانی کے دن گذرنے کے بعد ذبح کر کے کھا لیا تو اس کی قیمت صدقہ کرنا لازم ہوگا۔

(۸) اور اگر بچہ کو پال لیا اور بڑے ہونے کے بعد قربانی کر دی تو اس کی واجب قربانی ادا نہیں ہوگی، اور اس کا پورا گوشت صدقہ کرنا واجب ہے۔ اگر اس آدمی پر قربانی واجب ہے تو دوسری قربانی کرنی لازم ہوگی۔ (فتاوی عالمگیر ج/۸/ص/۳۹۷)

قربانی کے جانور سے فائدہ حاصل کرنا

(۱) قربانی کے جانور کو سواری کیلئے استعمال کرنا، یا اس کا دودھ لینا یا پھر اس کے بالوں سے فائدہ اٹھانا شرعاً درست نہیں ہے۔ اگر کوئی ان چیزوں سے فائدہ اٹھائے تو بعینہ ان اجزاء کو یا اس کی قیمت کو فقراء میں تقسیم کرنا ضروری ہے۔ (فتاوی حقانیہ ج/٦/ص/۳۷۴)

(۲) البتہ قربانی کے بعد ان چیزوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اسلئے کہ جو مقصد تھا وہ

حاصل ہو گیا، جیسے قربانی کے بعد اس کا گوشت استعمال کرنا جائز ہے، اسی طرح اس کی دوسری چیزیں بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا ص ۱۲۲)

قربانی کے جانور میں شریک ہونا

(۱) کسی نے قربانی کے لئے بڑا جانور خریدا، اور خریدتے وقت یہ نیت کی تھی کہ اگر کوئی مل گیا تو اُس کو بھی اِس میں شریک کرلیں گے۔ اور اس کے ساتھ مل کر قربانی کریں گے اس کے بعد اس جانور میں کچھ اور افراد شریک ہو گئے تو یہ درست ہے۔

(۲) اور اگر جانور خریدتے وقت دوسرے لوگوں کو شریک کرنے کی نیت نہ تھی، بلکہ پورے جانور کو اپنی طرف سے قربانی کرنے کی نیت تھی، تو اب اس میں کسی اور کا شریک ہونا بہتر تو نہیں ہے لیکن اگر کسی کو شریک کرلیا تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

(الف) اگر شریک کرنے والا صاحبِ نصاب ہے تو درست ہے۔

(ب) اور اگر شریک کرنے والا غریب ہے تو درست نہیں ہے۔ (ایضاً ۱۲۴۔۱۲۵)

عیب دار جانور کی قربانی

عیب کیا ہے: جو عیب ایسا ہو کہ منفعت کو پورا پورا زائل کر دے، یا جمال کو پورا پورا زائل کر دے تو وہ قربانی سے مانع ہوتا ہے، یعنی اس کی قربانی نہیں ہوتی۔

سینگ ٹوٹے جانور کی قربانی

(۱) جس جانور کے سینگ کا کچھ حصہ اوپر سے ٹوٹ گیا ہو، (یا اس کا خول اتر گیا ہو)

اس کی قربانی درست ہے۔

(۲) لیکن سینگ ٹوٹنے کا اثر دماغ تک پہنچ گیا ہو، (یعنی دماغ کی ہڈی میں سراخ ہوگیا ہو) تو اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔ (فتاوی رحیمیہ ج ۱۰/ص ۵۱)

جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہو

جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہو (یا بچپن میں اس کے سینگ کی جگہ آگ سے جلا دی گئی ہو، جس کی وجہ سے آگے سینگ نہ نکل سکے ہوں) تو اس کی قربانی درست ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ج ۱۰/ص ۴۹۔ کتاب المسائل ج ۲/ص ۳۱۶)

کان کٹے جانور کی قربانی

(۱) اگر جانور کا کان تھوڑا بہت کٹا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

(۲) لیکن اگر کان کا اکثر حصہ کٹ گیا ہے تو اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔ (فتاوی رحیمیہ ج ۱۰/ص ۴۹۔ فتاوی عالمگیر ج ۸/ ۳۹۲)

بغیر کان والے جانور کی قربانی

(۱) جس جانور کے دونوں کان پیدائشی طور پر نہ ہوں تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔

(۲) اور جس کا پورا ایک کان کٹا ہوا ہو یا جس کا پیدائشی ایک ہی کان ہو تو اس کی قربانی بھی درست نہیں ہے۔ (ایضاً)

چھوٹے اور لمبے کان والا جانور

(۱) اگر کسی جانور کے کان چھوٹے ہوں، اس کی قربانی درست ہے۔ (ایضاً)

(۲) اور اگر کسی جانور کا کان لمبائی میں یا اس کے منہ کی طرف سے پھٹ جائے اور لٹکا ہوا ہو، یا پیچھے کی طرف سے پھٹا ہوا ہو تو اس کی قربانی درست ہے۔ (ترمذی شریف رقم الحدیث ۱۴۹۷) قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ص/۱۳۲)

زبان کٹا ہوا جانور

جس جانور کی زبان کٹی ہو اس کی قربانی جائز ہے، لیکن اس کی وجہ سے وہ چارہ وغیرہ نہ کھا سکے تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں ہے۔ (فتاوی عالمگیر ج/۸/ص/۳۹۳)

لنگڑا جانور

(۱) جو جانور اتنا لنگڑا ہو کہ فقط تین پاؤں سے چلتا ہو، چوتھا پاؤں زمین پر رکھتا ہی نہیں، یا چوتھا پاؤں زمین پر رکھتا تو ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا، تو اسکی قربانی درست نہیں۔

(۲) اور اگر چلتے وقت وہ پاؤں زمین پر ٹیک کر چلتا ہے، اور چلنے میں اس کا سہارا لیتا ہے، لیکن لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

(۳) اور اگر ایسا جانور جو قربانی کی جگہ تک بھی نہ جا سکے تو اس کی قربانی درست نہیں۔

(ایضاً ص/۱۵۲)

اندھے جانور کی قربانی

(۱) جو جانور اندھا ہو، یا کانا ہو، یا اس کی ایک آنکھ کی تہائی روشنی (بینائی) یا اس سے زیادہ چلی گئی ہو تو اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔

(۲) اور جو جانور ترچھی آنکھوں سے دیکھتا ہو اسکی قربانی درست ہے۔ (ایضاً، ص۲۳۔ کتاب المسائل ج ۲/ص ۳۱۷)

پوپلے جانور کی قربانی

(۱) جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں، یا اکثر ٹوٹ چکے ہوں، تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔

(۲) اور جس کے دو چار دانت ٹوٹے ہوں، اور اسے چارہ کھانے میں زیادہ دشواری نہ ہوتی ہو تو اس کی قربانی میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاوی عالمگیر ج ۸/ص ۳۹۲۔ کتاب المسائل ج ۲/ص ۳۱۷)

دُم کٹا ہوا جانور کی قربانی

(۱) کسی جانور کی دم اگر تہائی سے کم کٹی ہوئی ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

(۲) اور اگر تہائی یا اس سے زائد کٹی ہو تو اس جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔ (قربانی کے فضائل و مسائل ص/۲۳)

عیب دار تھن والا جانور

(۱) اگر بھیڑ، بکری، اور دُنبی کے ایک تھن سے دودھ نہ اترتا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔

(۲) اگر بھینس، گائے، اونٹنی وغیرہ کے دو تھنوں سے دودھ نہ اترتا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔

(۳) جس جانور کا تھن کٹا ہوا ہو، یا اسطرح زخمی ہو کہ بچہ کو دودھ نہ پلا سکے تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔

(۴) اونٹنی، گائے، بھینس کے اندر ایک تھن خشک ہو جانے پر اس کی قربانی درست ہے۔

(۵) لیکن دو تھن خشک ہو جائیں، یا کٹ جائیں تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔

(۶) جس جانور کا تھن نہیں، اس کی قربانی درست نہیں ہے۔ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا ص/۵۱)

خصی شدہ جانور کی قربانی

خصی شدہ جانور کی قربانی جائز ہے بلکہ افضل ہے۔ (سنن ابو داؤد، رقم الحدیث ۱۰۲۲) کیونکہ اس کا گوشت زیادہ لذیذ اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ تاجروں کے یہاں اس کی قیمت بھی زیادہ ہوتی ہے اور یہ عیب نہیں ہے۔ (کتاب الفتاوی ج ۴/۱۴۲)

قربانی کا جانور خرید نے کے بعد عیب دار ہو گیا

(۱) اگر خرید تے وقت جانور صحیح سالم تھا، لیکن بعد میں عیب دار ہو گیا، تو مال دار پر اس کے بجائے دوسرے صحیح سالم جانور کی قربانی لازم ہے۔

(۲) اور اگر فقیر نے قربانی کے لئے جانور خریدا پھر وہ عیب دار ہو گیا، تو اسی عیب دار جانور کی قربانی درست ہے۔ (کتاب المسائل ج ۲/ ص ۳۲۰)

قربانی کے وقت جانور عیب دار ہو گیا

جو جانور پہلے صحیح سالم تھا، لیکن قربانی کے لئے کوشش کرتے وقت (اچھل کود وغیرہ کی وجہ سے) عیب دار ہو گیا، تو اسکی قربانی میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً ص/ ۳۲۱)

غلاظت کھانے والا جانور

(۱) جو جانور ناپاکی، غلاظت کھاتا ہے اس کی قربانی درست نہیں ہے، البتہ چند روز کے لئے باندھ کر چارہ وغیرہ کھلایا جائے، اور آزاد پھر نے نہ دیں تاکہ گندگی اور غلاظت میں منھ نہ ڈالے تو اسکی قربانی درست ہے۔

(۲) اگر اونٹ ہے، تو چالیس روز، گائے بھینس وغیرہ کو بیس روز اور بکرا بکری کو دس روز بند رکھ کر چارہ کھلایا جائے۔ تو اس صورت میں ان کی قربانی درست ہوگی۔ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ص/ ۱۰۵)

داغے ہوئے جانور کی قربانی

اگر کسی وجہ سے جانور کی کھال کو داغ دیا جائے اور اس کی وجہ سے اس پر بال نہ جمتے ہوں، اور زخم وغیرہ نہ ہوں، اور تمام اعضاء صحیح سالم ہو تو اس کی قربانی درست ہے۔

(ایضاً ص/۱۳۷)

کھجلی والا جانور

(۱) جس جانور کو کھجلی کی بیماری ہو، اور اس کا اثر گوشت تک نہ پہنچا ہو تو اس کی قربانی درست ہے۔

(۲) اگر بیماری اور زخم کا اثر گوشت تک پہنچا ہو تو اسکی قربانی صحیح نہیں ہے۔ (ایضاً ۱۴۰)

پاگل جانور کی قربانی

پاگل جانور کی قربانی جائز ہے، لیکن اگر یہ امر اس کے چرنے اور چارہ کھانے سے مانع ہو تو جائز نہیں ہے۔ (فتاوی عالمگیر ج/۸/ص/۳۹۲)

بغیر ناک والے جانور کی قربانی

جس جانور کی ناک نہ ہو، کٹ چکی ہو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔ (ایضاً ص/۳۹۳)

کھانسنے اور دست کرنے والے جانور کی قربانی

جس جانور کے اندر زخم ہو جس سے وہ کھانستا ہو اور گوبر پتلا دستوں کی طرح کرتا ہو اس کی قربانی جائز ہے۔ (فتاوی دار العلوم دیو بند ج/۱۵/ص/۵۲۹)

جس بیل کی ناک چھیدی ہوئی ہو اس کی قربانی

جس بیل کی ناک چھیدی ہوئی ہو اس کی قربانی درست ہے۔ (فتاوی دار العلوم دیو بند ج/۱۵/ص/۵۳۱)

خنثیٰ جانور کی قربانی

خنثی اس میں (نر و مادہ دونوں کی علامت موجود ہو) ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ عیب ہے۔ (ایضاً ص/۳۹۳)

قربانی کے جانور کے ذبح کرتے وقت مندرجہ ذیل چیزوں کی رعایت کرنا مسنون ہے

(۱) جانور کو ذبح کرنے سے پہلے چارہ کھلائے پانی پلائے (بھوکا پیاسا) رکھنا مکروہ ہے۔

(۲) قربانی کرنے کی جگہ لے جاتے وقت گھسیٹ کر لے جانا مکروہ ہے۔

(۳) آسانی سے زمین پر گرائے، بیجا سختی کرنا مکروہ ہے۔

(۴) قبلہ رخ بائیں کروٹ لٹائے (کہ جان آسانی سے نکلے) اس کے خلاف کرنا

مکروہ ہے۔

(۵) چار پیروں میں سے تین پیر باندھے، چھری تیز رکھے، کند چھری سے ذبح کرنا مکروہ ہے۔

(٦) جانور کو لٹانے سے پہلے چھری تیز کرلے بعد میں تیز کرنا مکروہ ہے۔

(۷) ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنا مکروہ ہے۔

(۸) لٹانے کے فوراً بعد ذبح کرے، بے فائدہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ اور سختی سے ذبح نہ کرے کہ سر الگ ہو جائے۔

(۹) گردن کے اوپر سے ذبح کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اس میں جانور کو بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔

(۱۰) ذبح کے بعد جانور سرد ہونے سے پہلے گردن علیحدہ نہ کرے اور نہ چمڑا اتارے ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ج ۱۰/ص ٦۸_٦۹)

(۱۱) افضل یہ ہے کہ اپنی قربانی خود اپنے ہاتھ سے کریں۔ (بخاری شریف ۵۵٦۵)

(۱۲) اگر خود نہ کرسکے تو کم از کم قربانی کے وقت سامنے رہے۔

(۱۳) ذبح کے وقت قربانی کی نیت کرے (دل سے نیت کافی ہے، اس کے لئے الفاظ ادا کرنے کی ضرورت نہیں)۔

(۱۴) ذبح سے پہلے **بِسم اللّٰہ، اللّٰہ اکبر** پڑھے۔ (بخاری شریف رقم الحدیث ۵۵۵۷)

گونگے مسلمان کا ذبیحہ

اگر مسلمان گونگا ہوتو اس کا ذبیحہ مطلقاً حلال ہے۔ (کیونکہ وہ معذوری کی وجہ سے بسم اللہ پڑھنے پر قادر نہیں ہے، لہذا اس کا مسلمان ہونا ہی کافی ہے) (کتاب المسائل ج ۲/ ۳۲۷)

ذبح کرنے میں معاونت

جو شخص جانور کو ذبح کرانے میں چھری چلانے والے کی مدد کر رہا ہو، مثلاً: چھری میں ہاتھ لگا رہا ہو تو اس کو بھی بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ (ایضاً۔ ۳۲۴)

قربانی کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے

اگر مسلمان شخص ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو اس کا ذبح کیا ہوا حلال ہے۔ (لیکن اگر بالقصد بسم اللہ پڑھنا چھوڑ دیا تو ذبح کیا ہوا جانور حلال نہ ہوگا۔ (ایضاً)

اونٹ کو ذبح کرنے کا طریقہ

(۱) اونٹ کو حلال کرنے کا بہتر طریقہ (نحر) ہے۔ یعنی اس کا اگلا بایاں پاؤں باندھ کر کھڑے اس کی گردن کے نچلے حصہ میں دُعا پڑھ کر نیزہ مارا جائے، جس سے سب رگیں کٹ جائیں، اور بہنے والا خون نکل جائے۔

(۲) اگر اونٹ کو لٹا کر گائے کی طرح ذبح کیا جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے لیکن خلافِ اولیٰ ہے۔ (کتاب المسائل ۳۲۶۔ معارف القران سورہ حج: ۳۶)

ذبح کرتے ہوئے یہ آیتیں پڑھنا بھی ثابت ہے

اِنّیُ وَجَّھتُ وَجُھِیَ لِلَّذِیُ فَطَرَالسمٰوٰتِ وَالْاَرُض عَلیٰ مِلَّةِ اِبُرَاھِیُمَ حَنِیُفاً وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشرِکِیُنَ. اِنَّ صَلاتِیُ وَنُسُکِیُ وَمَحُیَای وَمَمَاتِیُ لِلّٰه رَبِّ الُعالَمِیُنَ، لَا شَرِیُکَ لَه وَبِذٰلِکَ أمِرُتُ وَاَنَا مِنَ الُمُسُلِمِیُن (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۲۷۹۴) اللھم منک ولک

ذبح کے بعد یہ دعا مانگے

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّل مِنِّیُ کَمَا تقبَّلُتَ مِنُ حَبِیُبِکَ مُحَمَّدِ صَلّی اللّٰہ عَلَیُہِ وَسَلَّمَ وَمِنُ خَلِیُلِکَ ابُرَاھِیمَ عَلیُھِمَا السَّلامُ. (کتاب المسائل ۳۲۳)

اگر کسی اور کی طرف سے ذبح کیا جائے، تو (منی) کی جگہ من (فلان) کہے اور (من) کے بعد اس کا نام لے، اور اگر بڑے جانور کی قربانی ہے تو (من) کے بعد تمام شرکاء کا نام لے۔

گوشت کی تقسیم

قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنے کے استحباب کا اشارہ قرانِ کریم سے ملتا

ہے۔ (۱) خود کھائیں (۲) خود دار محتاجوں کو کھلائیں (۳) سائل کو بھی کھلائیں (الحج، ۳۶۔ مسلم شریف، رقم الحدیث ۵۰۶۹)

قربانی کا گوشت تین حصوں میں کرنا مندوب ہے۔ ایک حصہ فقرآء پر تقسیم کیا جائے، دوسرا حصہ عزیز واقرباء کو کھلایا جائے، اور تیسرا حصہ اپنے لئے رکھا جائے۔ (فتاوی حقانیہ ج/۶/ص۴۷۴)

قربانی کے جانور میں ولیمہ اور عقیقہ

ولیمہ کرنا سنت ہے، اور باعثِ ثواب ہے، اگر کوئی شخص قربانی کے حصّہ میں ولیمہ اور عقیقہ کی نیت کرے تو درست ہے۔ (کتاب المسائل ج/۲/ص/۳۱۴)

شادی کی دعوت کرنے کی نیت سے قربانی کرنا

اگر کسی نے شادی کی دعوت نمٹانے کی نیت سے قربانی کی، ثواب اور واجب کی ادائیگی کی نیت نہیں کی، تو اس صورت میں قربانی صحیح نہیں ہوگی، دوبارہ ایک حصہ قربانی کرنا لازم ہے۔ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ص/۹۰)

قربانی کا گوشت شادی میں استعمال کرنا

قربانی کا گوشت شادی میں استعمال کرنا درست ہے، اس سے قربانی پر کچھ نقصان نہ آئیگا خواہ پورا جانور استعمال کرے یا حصہ لے۔ (مسائل رفعت ج/۵/ص/۱۸۷)

قربانی کا گوشت فروخت کرنے کی نیت سے شریک ہونا

سات آدمیوں نے ملکر ایک جانور خریدا، پھر معلوم ہوا کہ ایک حصہ دار کی نیت گوشت فروخت کرنے کی ہے، تو ایسی صورت مین ایسے آدمی کا حصہ کوئی اور قربانی کرنے والا خرید لے، اس کے بعد قربانی کرے، ورنہ تمام شریکوں کی قربانی خراب ہو جائے گی، کسی بھی شریک کی قربانی درست نہ ہو گی۔ کیونکہ قربانی خالص اللہ تعالی کی رضامندی کے لئے کرنا ضروری ہے، نہ کہ گوشت فروخت کرنے کے لئے۔ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ص ۱۴۷)

گوشت کھانے کی نیت سے قربانی کرنا

اگر کسی نے صرف گوشت کھانے کی نیت سے قربانی کی، ثواب کی نیت سے قربانی نہیں کی، تو اس کی قربانی صحیح نہیں ہوگی۔ ایسے آدمی پر ضروری ہے کہ قربانی کے ایام میں ایک اور قربانی کرے۔ (ایضاً ۱۴۸)

کن صورتوں میں قربانی کا گوشت صدقہ کرنا واجب ہے

مشہور فقیہ علامہ شامیؒ نے ان صورتوں کو جمع کیا ہے، جن میں قربانی کا گوشت نہیں کھایا جاسکتا:

(۱) اگر قربانی کی نظر مانی گئی ہو۔

(۲) ایامِ قربانی میں باوجود واجب ہونے کے قربانی نہ کرسکا۔ اب بعد میں اس کی

تلافی کے طور پر جو جانور خریدا جائے، اسے صدقہ کر دینا ضروری ہے۔ اگر اسے ذبح کیا جائے تو اس کی تمام اشیاء کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔

(۳) مرنے والے نے اپنے مال میں سے قربانی کی وصیت کی ہو اور اسی کے مال سے وصیت پوری کی جائے، تو اس گوشت کو بھی صدقہ کر دینا واجب ہے۔

(۴) قربانی کا جانور خریدا گیا، اس جانور نے بچہ کو جنم دیا تو اس کو بھی صدقہ کر دینا واجب ہے۔

(۵) ایک جانور میں سات افراد شریک تھے، ان میں ایک شخص کی نیت پچھلے سال کی قربانی کی قضاء کرنا تھا، اب چونکہ قضاء کی قربانی میں صدقہ کرنا واجب ہوتا ہے۔ اس لئے اس پورے جانور کو صدقہ کرنا واجب ہو جائیگا۔ (کتاب الفتاوی ج ۴/ص ۱۴۸)

غیر مسلموں کو قربانی کا گوشت دینا

قربانی اور عقیقہ کا گوشت غیر مسلم بھائیوں کو بھی دیا جا سکتا ہے۔ بلکہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سوائے زکوۃ کے دوسرے صدقاتِ واجبہ، جیسے: کفارات، اور نذر وغیرہ بھی غیر مسلم فقرآء کو دینا جائز ہے۔ (کتاب الفتاوی ج ۴/ص ۱۵۰)

جانور کی رسی

جانور کی رسی وہ کہلائے گی جو بیچنے والے، جانور کیساتھ خریدنے والے کو دیتے ہیں۔ رسی خود بھی استعمال کر سکتے ہیں اور کسی کو ہدیہ بھی دے سکتے ہیں۔ لیکن فروخت کرنے پر

قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ (مسائلِ رفعت ج/ص/۱۸۴)

قربانی کی کھال کا استعمال

بہتر یہی ہے کہ قربانی کی کھال صدقہ میں دیدی جائے۔ لیکن اس کو اپنے ذاتی استعمال میں لانا بھی جائز ہے۔ جبکہ اسے بعینہ دباغت وغیرہ دے کر استعمال کر لیا جائے۔ یا اس کے بدلے میں کوئی باقی رہنے والی چیز لے لی جائے۔ مثلاً کھال دے کر بدلہ میں کوئی برتن لے لیا جو باقی رہنے والا ہے، تو مالک کے لئے کھال سے اس طرح کا فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ لیکن اگر کھال کو بیچ دیا جائے تو ایسی صورت میں اس کی قیمت کا صدقہ لازم ہو جاتا ہے۔ (کتاب المسائل ج/۲/ص/۳۳۰)

کھال کو عوض میں دینا

(۱) ملازم، امام، مؤذن، یا خادم وغیرہ کو تنخواہ کے عوض میں کھال دینا جائز نہیں ہے۔

(۲) اگر مذکورہ افراد زکوۃ کے مستحق ہیں تو ان کو بلاعوض کھال دینا درست ہے۔

(۳) قصائی کو اجرت کے بدلہ کھال یا گوشت دینا درست نہیں ہے۔

(قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ص/۱۳۷)

کھال کی قیمت کا مصرف

کھال کی قیمت کا مصرف زکوۃ ہی کا مصرف ہے۔ یعنی مسلمان فقیر وغریب اور یتیم خانے اور دینی مدارس کے غریب طلباء، محتاج اور معذورین وغیرہ ہیں۔

(ایضا ص/۱۳۹)

قربانی کا چمڑا مسجد میں دینا

قربانی کی کھال مسجد (میں دینا یا اسکی قیمت مسجد) کی تعمیر و مرمت، یا مسجد کے دیگر اخراجات وغیرہ میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۱۵/ ص/۵۸۸)

کھال اور گوشت کی قیمت صدقہ کرنا

قربانی کی کھال یا گوشت اگر بیچ دیا جائے تو اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے۔ (ایضاً ۳۳۱)

قربانی کا گوشت پکا کر کھلانا

قربانی کا گوشت اگر پکا کر روٹی کے ساتھ کھلایا جائے یا تہاری، بریانی، کوفتہ، اور سالن وغیرہ تو اور بھی اچھا ہے، ثواب بھی زیادہ ملے گا۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۱۵/ ص ۵۶۸)

قربانی کا گوشت سُکھانا

قربانی کا گوشت سکھا کر کباب وغیرہ بنانا درست ہے۔ (ایضاً ص/۵۶۹)

گوشت کھانے کے مسائل

(۱) اوجھڑی (بٹ) اور کھِری کھانا درست ہے۔

(۲) جائز طریقہ سے ذبح کیئے ہوئے جانور کا کچا گوشت کھانا درست ہے، پکانا حلال ہونے کی شرط نہیں ہے۔

(۳) جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کی سات چیزیں کھانا حرام ہے۔

(۱) دم مسفوح یعنی بہنے والا خون، (۲) عضوِ تناسل، (۳) فوطے، (۴) پاخانے کی جگہ، (۵) غدود، (۶) مثانہ یعنی وہ جگہ جس میں پیشاب رہتا ہے، (۷) پتہ

کنز میں لکھا ہے کہ حرام مغز بھی حرام ہے، وہ ایک ڈوری سفید دودھ کی طرح پیٹھ کی ہڈی کے اندر کمر سے لے کر گردن تک ہوتی ہے۔ اس کو حرام مغز کہتے ہیں، اور بعض علماء نے مقعد پر جو تین گرہیں ہوتی ہیں انکو بھی حرام لکھا ہے۔

(۴) سری اور پائے کا کھال کے ساتھ پکانا اور کھانا جائز ہے۔

(۵) قربانی کے گوشت کو آگ پر بھون کر کھانا بھی جائز ہے۔

(۶) قربانی کا گوشت اور عقیقہ کا گوشت سید کو دینا بھی جائز ہے۔

(۷) قربانی کے ساتوں حصے ایک فیملی کے ہوں تو سب کے حصے تول کر تقسیم کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۸) جو قربانی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کی جائے اس کو اپنی قربانی کی طرح کام میں لائے، یعنی اُس کے تین حصے کرنا مستحب ہے۔

(ماخوذ مسائل رفعت ج/۵/ص ۱۸۶، ۱۸۷)

(۹) قربانی کا گوشت اندازے سے تقسیم کرنا جائز نہیں، وزن کر کے برابر بانٹنا ضروری ہے، اگر کسی حصے میں کمی بیشی ہو جائے تو سود ہو جائے گا اور سود لینا، دینا، کھانا سب حرام ہے۔ (ایضا ۱۸۴)

(۱۰) اگر ایک جانور میں کئی آدمی شریک ہیں اور وہ سب گوشت کو آپس میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ یکجا ہی فقرآء و احباب کو تقسیم کرنا، یا کھانا پکا کر کھلانا چاہیں تو بھی جائز ہے۔ اگر تقسیم کرینگے تو برابری ضروری ہے۔ (بہشتی زیور، تیسرا حصہ/ص/۱۶۷)

قربانی کرنے والا

جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لئے افضل ہے کہ وہ ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہونے کے بعد سے قربانی تک بدن کے بال اور ناخن وغیرہ نہ کاٹے۔ (کتاب المسائل ج/۲/ص/۳۳۴)

بال اور ناخن نہ کاٹنے کی حکمت

حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو حج تو کرنا چاہتے ہیں مگر اس کیلئے وسائل مہیا نہیں ہے یا کوئی اور مجبوری ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جو پیسوں کی کمی کی وجہ سے حج نہ کر سکے، کیا صرف پیسے نہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو حج کی برکت سے محروم فرما دیں گے؟

اللہ تعالیٰ کی شانِ رحیمی سے یہ بات بہت بعید ہے کہ کسی آدمی کے پاس صرف مال نہ

ہونے کی وجہ سے محروم فرما دیں۔ چنانچہ اللہ تعالی نے ایک چھوٹا سا عمل بتلایا کہ تمھیں حج کو جانے والوں کی تھوڑی سی مشابہت اختیار کرنی پڑے گی۔ وہ یہ کہ جیسے، حاجی حضرات بال اور ناخن نہیں کاٹتے تو تم بھی یہ مشابہت اختیار کرلو اور بال ناخن نہ کاٹو، جب تم نے مشابہت پیدا کرلی تو اس طرح اُن حاجیوں سے اپنا رشتہ جوڑ لیا، لہذا جب اللہ تعالی عرفات کے میدان میں حاجیوں پر رحمت کی بارش برسائیں گے۔ تو اس کا کوئی چھینٹا تم تک بھی ضرور پہنچے گا۔

تیرے محبوب کی یا رب شباہت لیکر آیا ہوں
حقیقت اسکو تو کر دے میں صورت لیکر آیا ہوں

(فلسفۂ حج وقربانی ص/۱۷۔۱۸)

تکبیرِ تشریق کا وجوب

ذی الحجہ کی ۹/ تاریخ (یومِ عرفہ) کی فجر کی نماز سے لیکر ۱۳/ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک، ہر فرض نماز کے بعد منفرد، (تنہا نماز پڑھنے والا) امام، مقتدی، مرد اور عورت سب پر تکبیرِ تشریق پڑھنا واجب ہے۔

تکبیرِ تشریق کے الفاظ

تکبیر تشریق ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھی جائیگی اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

اللہ اکبر، اللہ اکبر، لاالہ الااللہ، واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد

تکبیر تشریق کیسے پڑھی جائے

یہ تکبیر مرد جہراً (آواز سے) اور عورتیں آہستہ آواز سے پڑھیں گی۔

تکبیر تشریق پڑھے بغیر مسجد سے باہر آگیا

اگر مسجد میں نماز باجماعت کے بعد تکبیرِ تشریق پڑھے بغیر مسجد سے باہر چلا جائے تو اب تکبیر تشریق واجب نہیں رہتی۔ اگر سلام کے بعد تکبیرِ تشریق پڑھنے سے پہلے قبلہ سے سینہ پھیر لیا تو بہتر ہے کہ تکبیر تشریق پڑھ لے۔ (کتاب المسائل /ج/۲/ص/۳۳۴_۳۳۶)

عقیقہ سے متعلق ضروری احکام

عقیقہ کے جانور کو ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اللھم ھذہ عقیقة ابنی ..(لڑکے کا نام) **دمھا بدمه وعظمھا بعظمه وجلدھا بجلدہ وشعرھا بشعرہ اللھم اجعلھا فدآءً ا لابنی** (لڑکے کا نام لے)

نوٹ: اگر لڑکی کا عقیقہ ہو تو ضمیر کو بجائے مذکر (ہ) کے مؤنث (ھا) بنادے۔ جیسے

اللھم ھذہ عقیقة بنتی .. (لڑکی کا نام) **دمھا بدمھا وعظمھا بعظمھا وجلدھا بجلدھا وشعرھا بشعرھا اللھم اجعلھا فداءً ا لبنتی** (لڑکی کا نام)

والد کے علاوہ دوسرا کوئی آدمی ذبح کرے تو (ابنی یا بنتی) کی جگہ بچہ اور اس کے باپ کا نام لے، دعائے مذکور کے ساتھ۔ **انی وجھت وجھی للذی فطر السموت**

والارض حنیفا وما انا من المشرکین. اللھم منک ولک پڑھ کر۔ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے۔ (فتاوی رحیمیہ ج/۱۰ص/۶۱)(از دواجی زندگی کے شرعی مسائل)

(۱) جس کو کوئی لڑکا یا کوئی لڑکی پیدا ہو تو بہتر ہے کہ ساتویں دن اس کا نام رکھ دے اور عقیقہ کر دے۔ عقیقہ کرنے سے بچے کی سب بلائیں دور ہو جاتی ہیں، اور آفتوں سے حفاظت رہتی ہے۔

(۲) عقیقہ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر لڑکا ہو تو دو بکری یا دو بھیڑ اور لڑکی ہو تو ایک بکری یا ایک بھیڑ ذبح کر دے، یا قربانی کی گائے میں لڑکے کے واسطے دو حصے اور لڑکی کہ واسطہ ایک حصہ لے لے۔

(۳) جس بچہ یا بچی کا عقیقہ ہو اس کے سر کے بال منڈ وادے، اور بال کے برابر چاندی یا سونا خیرات کر دے، اور بچہ کے سر میں چاہے تو زعفران لگا دے۔

(۴) اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرے تو جب کرے ساتویں دن ہونے کا خیال کرنا بہتر ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہو، اس سے ایک دن پہلے عقیقہ کرے۔ یعنی اگر جمعہ کو پیدا ہوا ہو تو جمعرات کو کرے اور اگر جمعرات کو پیدا ہوا ہو تو بدھ کو کرے۔

(۵) یہ جو دستور ہے جس وقت بچہ کے سر پر استرا رکھا جائے اور نائی سر مونڈنا شروع کرے فوراً اسی وقت جانور ذبح ہو، یہ محض مہمل (بیکار) رسم ہے، مسئلہ کے اعتبار سے چاہے سر مونڈنے کے بعد ذبح کرے یا پہلے کرے کوئی حرج نہیں۔

(۶) جس جانور کی قربانی جائز نہیں اس کا عقیقہ بھی جائز نہیں، اور جس کی قربانی درست ہے اس کا عقیقہ بھی درست ہے۔

(۷) عقیقہ کا گوشت چاہے کچا تقسیم کرے، چاہے پکا کر بانٹے، چاہے دعوت کرے، سب درست ہے۔

(۸) کسی کو زیادہ توفیق نہیں، اس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری کا عقیقہ کیا تو کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر بالکل عقیقہ ہی نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہیں۔

(۹) عقیقہ کا گوشت باپ، دادا، نانا، نانی وغیرہ سب کھا سکتے ہیں۔

(بہشتی زیور تیسرا حصہ ص/۱۶۷۔۱۶۸)

(۱۰) بچہ اگر اسپتال میں ہو تو اس کی طرف سے گھر پر عقیقہ کر دیں، عقیقہ کیلئے بچہ کا سامنے ہونا ضروری نہیں ہے۔ (کتاب المسائل ج/۲/ص/۳۴۱)